

پھنسا ہے۔

۶۔ **تشریح :** مولانا حسرت موہانی اس شعر کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں ،

شاعر : دل میں خون کے نہ ہونے کا شاک ہے ، یعنی چاہتا ہے ، آنکھ میں اشکوں کی راہ خونِ دل آئے ، مگر نہیں آتا ۔ پس آنکھ میں موجِ نگاہ غبار بن گئی ، یعنی خونِ دل کے بغیر کچھ نظر نہیں آتا ۔ پھر خونِ دل کو مکرر بہ طورِ تشبیہ باندھتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ میکدہ (آنکھ) مے (خونِ دل) کے تجسس ہی میں خراب ہے ۔ شراب ملے تو آباد ہو اور خونِ دل آئے تو غبارِ دور ہو ، کیونکہ تری سے غبار دور ہو جاتا ہے ۔ بہت پہلو دار اور نہایت نازک و بلیغ مضمون ہے ۔“

مطلب یہ ہے کہ جس آنکھ سے خونِ دل نہیں بہتا ، وہ اس لیے اندھی ہو جاتی ہے کہ اس میں نگاہ کی لہریں غبار بن جاتی ہیں اور قوتِ بینائی ختم ہو جاتی ہے ۔ آرزو یہ ہے کہ یہ شراب خانہ (آنکھ) پھر شراب (خونِ دل) سے آباد ہو ، اس کی خرابی اور ویرانی کی حالت ختم ہو جائے ۔ نگاہِ غبار کی لہر نہ رہے ، بلکہ واقعی نگاہ بن جائے جس کا جوہر کمالِ بینائی ہے ۔

۷۔ **تشریح :** تیرے حسن کا سرسبز و شاداب اور شگفتہ باغ میرے دل کی خوشی اور راحت کا سر و سامان ہے ۔ باقی رہا موسمِ بہار کا بادل تو کون کہہ سکتا ہے کہ یہ کس کے ذوق کا شراب خانہ ہے ، مجھے تو اس سے کوئی دل بستگی نہیں ، کیونکہ میری تو ہر راحت تیرے ہی باغِ حسن سے وابستہ ہے ۔

الفاظ کی مناسبت ظاہر ہے اور مرزا غالب کا شاید ہی کوئی شعر ہو ، جو اس مناسبت سے خالی نظر آئے ۔ یہاں خمکدہ یعنی شراب خانہ ابر بہار کی مناسبت سے لائے ہیں اور دماغ سے نشے کی مناسبت بھی محتاجِ تشریح نہیں ۔